یہ نمک پاشی بند کریں

عرفان صدیقی

ہر مسئلہ اپنا حجم، اپنی گہرائی اور اپنے اثرات ونتائج رکھتا ہے۔ لیکن اس کی شدت اور گمبھیرتا میں بے انتہا اضافہ ہو جاتا ہے جب مسیحائی کے منصب پر براجمان چارہ گر، مسخروں کا روپ اختیار کر لیں اور قوم ان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے ہوئے بھی کراہت محسوس کرنے لگے۔ کیا نمک پاشی کا یہ سلسلہ بند نہیں ہو سکتا؟

سینکڑوں ناکہ بندیوں کے باوجود اسلام آباد کی پولیس لائنز کے عین سامنے، چند فرلانگ کے فاصلے پر واقع بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی غارتگر حملوں کا نشانہ بنی۔ قوم کی معصوم بیٹیاں لہو میں نہا گئیں۔ جس دن شاہراہ دستور سے ہاتھ ملاتے میریٹ ہوٹل کو تاراج کیا گیا، اس دن بھی اسلام آباد میں ستاون ناکے لگے تھے۔ منگل کو علوم اسلامی کی شہرت یافتہ بین الاقوامی درس گاہ نشانہ بنی تو بھی ناکے عروج پر تھے لیکن کوئی چلتے پھرتے بارود خانوں کو نہ روک پایا۔ ایک انتہائی بیزار کن اور زخموں پر نمک پاشی کرنے والا فارمولا یہ بنا ہے کہ کہیں دھماکہ ہوتا ہے۔ انسانوں کے چیتھڑے اڑ جاتے ہیں۔ لمحوں میں ٹیلیویژن کیمرے اور رپورٹر جائے حادثہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ ایک دنیا رنج وغم میں ڈوب جاتی ہے۔ کچھ دیر بعد سائرن بجتے ہیں۔ ہاہا کار مچتی ہے۔ بیسیوں گاڑیوں اور گارڈ، رینجرز، کمانڈوز، پولیس اہلکاروں اور انتظامیہ کے سینئر افسران کے جلو میں ایک بلٹ پروف گاڑی سے خوش پوش رحمان ملک برآمد ہوتے ہیں۔ رپورٹرز سے گفتگو فرماتے، دہشت گردوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے عزم کا اظہار کرتے اور اسی بانکپن سے واپس چلے جاتے ہیں۔

منگل کو بھی انہوں نے یہی کچھ کیا لیکن یونیورسٹی کے طلبانے یہ ڈرامہ چلنے نہ دیا۔ وہ سراپا احتجاج تھے اور وزیر داخلہ کا بھاشن سننے سے بیزار، بمشکل وہ ایک منٹ بولے۔ بعد ازاں اسپتال پہنچے اور اسکرپٹ کا باقی ماندہ حصہ مکمل کیا۔ ان کے فرمودات کا خلاصہ تھا:

''ثابت ہوگیا کہ دہشت گرد اسلام کے خیر خواہ نہیں۔ اسلامی یونیورسٹی پر حملہ اسلام کے ٹھیکیداروں نے کیا ہے''

''افغان امام مسجدیں خالی کردیں اور فی الفور پاکستان سے نکل جائیں''۔

''ہم اس وقت حالت جنگ میں ہیں۔فوجیں بارڈرز پر ہیں۔لڑ رہی ہیں۔قوم متحد ہو جائیں۔''

''دہشت گرد پاکستان کو غیر مستحکم کرنا چاہتے ہیں۔وہ قوم کے اعصاب کا امتحان نہ لیں۔''

ان ارشادات سے اندازہ لگا لیجئے کہ اس قیامت خیز صورتحال میں مرض کی تشخیص کرنے اور نسخہ مسیحائی تجویز کرنے والوں کا سرمایہ حکمت و دانش کیا ہے؟ جب نائن الیون کے بعد امریکہ بپھر گیا اور اس نے اپنی لشکر گاہوں کے پھاٹک کھول دیئے تو ایک پاکستانی نے دوسرے پاکستانی سے پوچھا: ''اگر ہمارے ہاں ایسا ہی کوئی واقعہ ہوجاتا تو حکمران کیا کرتے؟'' سادہ معصوم سا جواب آیا: ''ڈبل سواری پر پابندی لگادی جاتی۔'' پہلے آنجہانی مشرف نے مسائل کی گرہ کشائی اور قومی مفادات کی پاسداری کے لئے امریکہ کی چاکری کو ''نسخہ کیمیا'' بنایا اور بعدازاں پیپلز پارٹی کی حکمران قیادت نے اسے ایک مجرب نسخے کے طور پر اپنالیا۔اب تو امریکہ کے سامنے کوئی چھوٹی سی رکاوٹ بھی باقی نہ رہی...... جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے۔

کون کہتا ہے کہ دہشت گرد اسلام کے خیر خواہ ہیں؟ کس کا دعویٰ ہے کہ بے گناہوں کی جانوں سے کھیلنے والے اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں ہیں؟ اہل اسلام کی کونسی مستند جماعت یا علماء کا کون سا معتبر قبیلہ ان وارداتوں کو احیائے اسلام سے تعبیر کرتا ہے؟ کیا یہ 20 اکتوبر بروز منگل ثابت ہوا کہ دہشت گرد اسلام کے خیر خواہ نہیں؟ کیا مراد ہے اس کھوکھلے، بے مغز اور بے معنی تبصرے سے؟ اور کیا امریکہ اسلام کا خیر خواہ ہے جس کی خوشنودی کے لئے آپ نے اپنے وطن کو جہنم بنا رکھا ہے؟ کیا جارج ڈبلیو بش نے نائن الیون کے بعد جس ''کروسیڈ'' کا اعلان کیا تھا، اس کا مقصد کرہ ارض پر اسلام کے پھریرے لہرانا تھا؟ کیا گزشتہ آٹھ برس سے ہم اسلام کی ''کشت ویراں'' کی شادابی کے لئے اپنا لہو دے رہے ہیں؟ اور پل بھر میں یہ کیسے ثابت ہوگیا کہ اسلامی یونیورسٹی پر حملہ اسلام کے ٹھیکیداروں نے کیا ہے۔'' نئی دہلی، کابل، تہران ہر جگہ سے ہم پر الزامات کی بھرمار ہے۔خود رحمان ملک چار دن قبل فرما چکے ہیں: ''افغانستان، بھارتی عزائم کی آماجگاہ بن چکا ہے اور گزرنے والے ہر دن کے ساتھ پاکستان کے اندر مداخلت بڑھ رہی ہے۔'' پاسداران انقلاب کے چیف نے اپنی حکومت سے باضابطہ مطالبہ کیا ہے کہ انہیں پاکستان میں مناسب کارروائی کی اجازت دی جائے۔ افغان حکومت کی گود میں بیٹھے سارے عناصر پاکستان کے طول وعرض میں آتش کدے دہکا رہے ہیں۔ پاکستان کو تر نوالہ سمجھ کر اسرائیل بھی افغانستان آبیٹھا ہے۔امریکہ ان سب کا سرپرست اعلیٰ ہے جو پاکستان کو اپنے کولہو کا بیل بنائے رکھنے کے لئے

ملک کو مسلسل عدم استحکام کا شکار رکھنا چاہتا ہے۔ اگر آپ دوست اور دشمن کی پہچان کھو چکے ہیں، اگر آپ نے جان بوجھ کر خود فریبی کی بکل مار لی ہے اور اگر آپ کو یارائے کلام نہیں کہ آپ پاکستان کو فٹ بال بنا لینے والوں کا نام اپنے ہونٹوں پر لاسکیں تو آنکھیں بند کر کے یہ فتویٰ صادر کر دینا کونسی حب الوطنی ہے کہ" یہ حملہ اسلام کے ٹھیکیداروں نے کیا ہے۔"

اور ملک قوم کے رگ و پے میں سرطان کی طرح گھر کر لینے والے افق تا افق پھیلے مسائل کا حل کیا ہے؟ "افغان امام مسجد یہاں سے نکل جائیں۔" کیا بصیرت ہے کیا کارگر نسخہ ہے! گویا پاکستان اس لئے بھوسے کے ڈھیر کی طرح جل رہا ہے اور موج خوں اس لئے سروں سے گزر جانے کو ہے کہ مسجدوں میں افغان نژاد علماء اذان دیتے اور نمازیں پڑھاتے ہیں۔ افغان امام نکل جائیں اور سات سمندر پار سے آئے گورے بیٹھے رہیں؟ وہ پاکستان کے دارالحکومت میں دوسو برس گھر کرائے پر لیں اور خود کار اسلحہ لے کر جدھر چاہیں گھومتے پھریں؟ افغان ہماری مسجدوں کے لئے خطرہ ہیں تو امریکی ہماری سلامتی کے لئے کوئی خطرہ نہیں جو ہمارے ہوائی اڈوں، ہماری بندرگاہوں اور ہماری تنصیبات پر قابض ہیں؟ جو اسلام آباد میں پہلے سے موجود سفارت خانے میں مزید ڈیڑھ سو کنال پر ایک قلعہ تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ جو کہوٹہ سے بارہ کلومیٹر کے فاصلے پر سہالہ پولیس کالج کی حدود میں چالیس کنال پر محیط ایک قلعے میں مورچہ زن ہیں؟ جن کی نظریں پشاور کے پرل کانٹینینٹل ہوٹل پر لگی ہیں؟ جو سندھ اور بلوچستان میں خیمے ڈالے بیٹھے ہیں؟ کیا کمال حکمت ہے کہ امریکہ یہاں پاؤں پھیلائے بیٹھا اور لیٹا رہے، امریکی سیکورٹی ایجنسیوں کے اوباش گرگے دندناتے پھریں اور "افغان امام" مسجدیں چھوڑ کر پاکستان سے نکل جائیں۔ پاکستان کو اس حال تک امریکیوں نے پہنچایا ہے یا افغان اماموں نے؟

فرمایا رحمان ملک نے:" ہم اس وقت حالت جنگ میں ہیں۔ فوجیں بارڈر پر لڑ رہی ہیں۔ قوم متحد ہو جائے۔" اگر اس طرح کے وعظ اتحاد پیدا کر سکتے تو کب کا ہو چکا ہوتا۔ حالت جنگ میں مبتلا ملکوں کے حکمرانوں کے یہ لچھن ہوا کرتے ہیں؟ کیا وہ لوگ کوئی جنگ لڑ اور جیت سکتے ہیں جنہیں اپنے دوست اور دشمن کا بھی علم نہ ہو اور جنہیں کچھ اندازہ ہی نہ ہو کہ وہ کس کی صف میں کھڑے کس کی جنگ لڑ رہے ہیں؟ بجا کہ دہشت گرد پاکستان کو غیر مستحکم کرنا چاہتے ہیں لیکن کیا امریکہ ہمارے استحکام کے لئے مرا جارہا ہے؟ دو جنگوں پر ماہانہ بیس ارب ڈالر سے زائد خرچ کرنے والا کیا ڈیڑھ ارب ڈالر کے لئے ہمیں اس لئے مکروہ شرائط میں جکڑ رہا ہے کہ وہ ہمارا استحکام چاہتا ہے؟ کیا ہی اچھا ہو کہ نمک پاشی کا یہ سلسلہ اب بند کر دیا جائے۔

☆☆☆